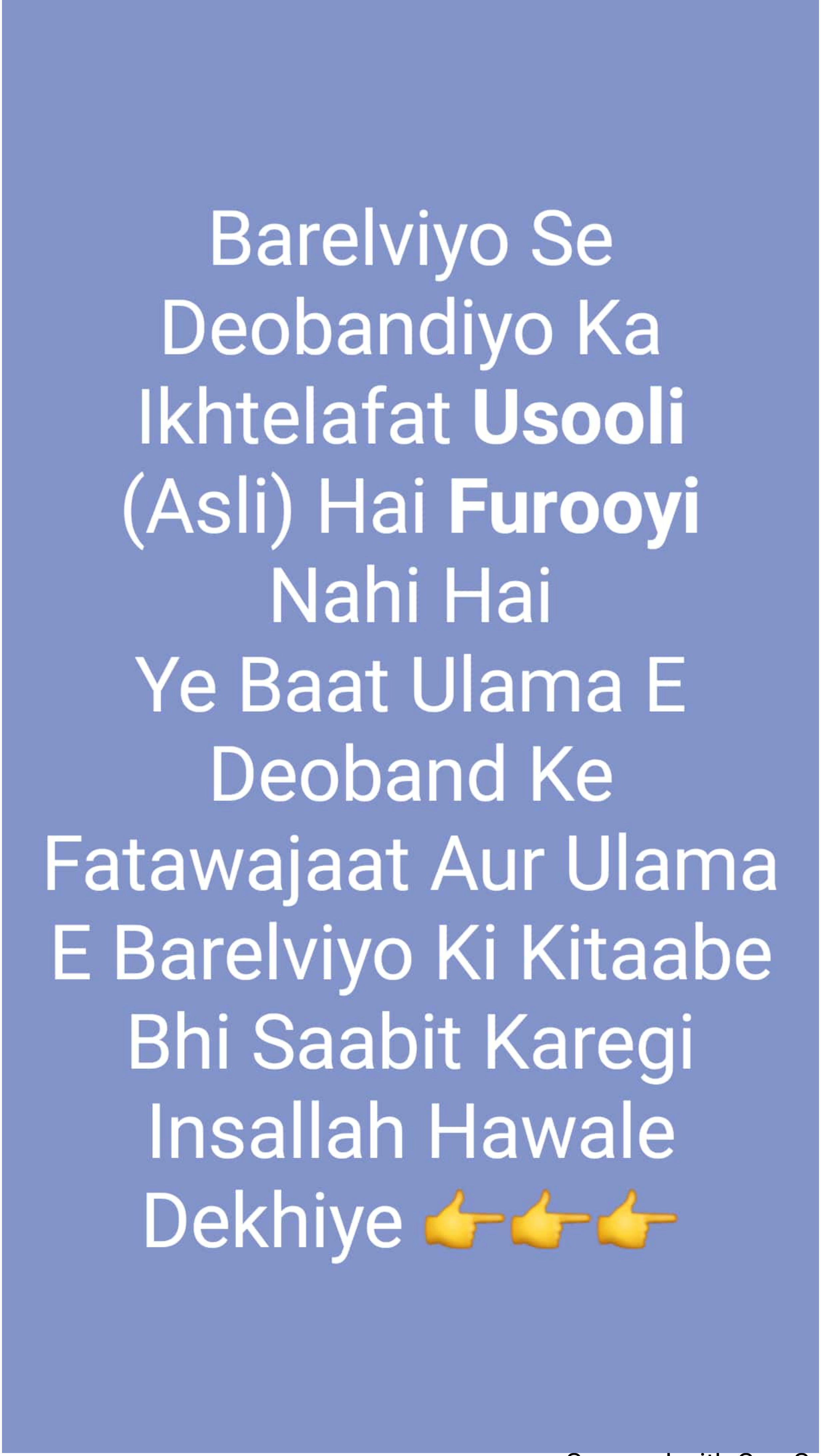

Barelviyo Se Deobandiyo Ka Ikhtelafat **Usooli** (Asli) Hai **Furooyi** Nahi Hai

Ye Baat Ulama E Deoband Ke Fatawajaat Aur Ulama E Barelviyo Ki Kitaabe Bhi Saabit Karegi Insallah Hawale Dekhiye 👉👉👉

اہل السنۃ والجماعۃ کا رضاخانیوں کے ساتھ اختلاف اصولی ہے

قارئین کرام! مسلمانوں کا رضاخانیوں کے ساتھ اختلاف اصولی اختلاف ہے بعض حضرات صرف اسے جاہلوں کا گروہ یا صلوٰۃ وسلام ومیلاد کا اختلاف کہہ کر نظر انداز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بریلوی حضرات نے جو علم غیب، حاضر وناظر، مختار کل نور وبشر وغیرہا پر جو عقائد اپنائے ہیں پھر ان کی گستاخانہ عبارات وہ کفریہ وشرکیہ ہیں انہیں کسی بھی طرح فروعی اختلاف نہیں کہا جاسکتا یہ ضرور ہے کہ فروع میں بھی اس مذہب والوں کے ساتھ ہمارا اختلاف ہے لیکن اصولی اختلاف ان کے عقائد کی بناء پر ہے۔

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

”**سوال:** حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص علم غیب کا قائل ہو وہ کافر ہے حضرت جی آج کل تو بہت آدمی ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں وظائف بکثرت پڑھتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد میں حاضر رہنا و حضرت علی کا ہر جگہ موجود ہونا دور کی آواز کا سننا مثل مولوی احمد رضا بریلوی کے جنہوں نے رسالہ علم غیب لکھا ہے کہ نمازی اور عالم بھی ہیں کیا ایسے شخص کافر ہیں ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنی اور محبت ودوستی رکھنی کیسی ہے؟

جواب: جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بیشک کافر ہے اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت ومودت سب حرام ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم“۔ (فتاویٰ رشیدیہ: ص ۴۷)

اس جگہ حضرت گنگوہی نے واضح فتویٰ دیا ہے کہ ایسا شخص کافر ہے اور ظاہر ہے اور احمد رضا کی کئی کتب سے علم غیب کا عقیدہ ثابت ہے تو مندرجہ بالا فتوے میں واضح طور پر ایسے آدمی کی تکفیر کی گئی ہے اور استفتاء میں خاص طور پر احمد رضا خان کا حوالہ بھی دیا گیا ہے مگر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی قسم کی رعایت نہیں کی اور حکم شرعی واضح کیا۔

دارالعلوم دیوبند کے فتاوے:

’’کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں ہمارے یہاں تقریباً دو تین سال سے یہ اختلاف روز افزوں ہوتا جارہا ہے اور ہمارے اکابر دیوبند کے منتسبین فریقین میں منقسم ہوتے جارہے ہیں لہٰذا مندرجہ ذیل امور کا مفصل ومدلل جواب باصواب تحریر فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

بریلوی، دیوبندی اختلاف فروعی ہے یا اصولی اور اعتقادی؟

ایک جماعت کہتی ہے کہ فریقین کے درمیان یہ اختلاف فروعی ہے اور ہمارے علمائے دیوبند اور اکابر دیوبند نے جو سختی اختیار کی تھی عارضی اور وقتی تھی کیونکہ دونوں فریقین اہل السنت والجماعت میں سے ہیں اور مسلک حنفی پر قائم ہیں اشاعرہ ماتریدیہ کے بیان کردہ عقائد پر قائم ہیں، بیعت و ارشاد میں بھی دونوں فریق صحیح طریقہ پر موجود ہیں۔

اب چونکہ اسلام دشمن عناصر قوت سے ابھر رہے ہیں لہٰذا دیوبندیوں بریلویوں کو متحد ہو کر ان کا مقابلہ کرنا چاہیے، ماضی کے تجربات کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا ایسا اتحاد عملاً کامیاب ہوگا؟ کیا اس مقصد کے لیے دیوبندیوں کو اپنے اصولی موقف اور مسائل سے ہٹنا اور عرس ومیلاد اور فاتحہ وغیرہ میں شریک ہونا جائز ہے؟

دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اکابر دیوبند کا اختلاف بریلویوں سے فروعی ہی نہیں بلکہ اصولی اور اعتقادی بھی تھا اور ہے مثلاً نور وبشر کا اختلاف علم غیب کلی کا اختلاف مختار کل ہونے کا اختلاف حاضر وناظر، قبروں پر سجود کا اختلاف وغیرہ وغیرہ اہم اور عظیم ہیں، نیز اکابر دیوبند کے بارے میں تکفیری فتاویٰ ان کی کتابوں میں ہیں لہٰذا ان سے اتحاد کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنی کتابوں سے تکفیری فتاویٰ نکال دیں اور ان سے برأت ظاہر کریں اور اپنے عقائد درست کریں۔

اول الذکر حضرات میلاد شریف، اور عرس وغیرہ کے جواز اور استحباب پر اکابر دیوبند کے بعض اقوال سے استدلال کرتے ہیں مثلاً رسالہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نیز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اقوال سے:

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

کیا بریلویوں کی مجالس میلاد عرس وغیرہ میں مصلحتاً شریک ہونا جائز ہے؟

کیا ان اعمال کو مصلحتاً برداشت کر کے متحد ہونے کی دعوت دینا جائز ہے؟

کیا یہ اختلاف اصولی واعتقادی ہے یا فروعی؟

کیا بریلویوں کی بدعات فی نفسہ ہمارے حضرات دیوبند کے یہاں بھی جائز ہیں اور مباح؟

نقش نعلین شریفین کی کیا حقیقت ہے؟ کیا اس سے استبراک، چومنا اور سر پر رکھنا وغیرہ جائز ہے؟

یہ مسائل پاکستان میں بہت عام ہوتے جارہے ہیں، ابھی تک علمائے دیوبند کے فتاویٰ کو یہ لوگ اہمیت دیتے ہیں، امید ہے کہ یہ لوگ خلاف شرع امور سے باز آجائیں۔ بینوا وتوجروا۔

فقط......والسلام......المستفتی: اسماعیل بدات......از مدینہ منورہ......۱۸/۱۰/۱۴۱۷

الجواب من اللہ التوفیق

حامداً ومصلیاً ومعلماً، امابعد!

دوسری جماعت کا خیال صحیح ہے کہ:

”دیوبندیوں کا بریلویوں سے اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی اور اعتقادی بھی ہے“

اور پہلی جماعت کا خیال صحیح نہیں ہے کہ:

فریقین کے درمیان یہ اختلاف فروعی ہے اور دونوں فریق اہل السنت والجماعت میں سے ہیں اور مسلک حنفی پر قائم ہیں نیز اشاعرہ ماتریدیہ کے بیان کردہ عقائد پر قائم ہیں، بیعت وارشاد میں بھی دونوں فریق صحیح طریقہ پر موجود ہیں۔

کیونکہ بریلویوں (رضاخانیوں) نے اہل السنت والجماعت کے عقائد میں بھی اضافہ کیا ہے اور ایسے فروعی مسائل کو بھی دین کا جزو بنایا ہے جن کی فقہ حنفی میں واقعی کوئی اصل نہیں ہے، مثلاً عقائد میں چار اصولی اور بنیادی عقائد بڑھائے ہیں: ۱......نور وبشر کا مسئلہ۔ ۲......علم غیب کلی کا مسئلہ۔ ۳......حاضر وناظر کا مسئلہ۔ ۴......مختار کل ہونے کا مسئلہ۔ اور فروعی مسائل میں غیر اللہ کو پکارنا، قبروں پر سجدہ کرنا، قبروں کا طواف کرنا، غیر اللہ کی منتیں ماننا، قبروں پر چڑھاوے چڑھانا، میلاد مروجہ اور تعزیہ وغیرہ سینکڑوں باتیں ان کی ایجاد ہیں، جو صریح بدعات ہیں۔ اور بیعت وارشاد میں

بھی ان لوگوں نے بہت سی غیر شرعی چیزوں کی آمیزش کر لی ہے مثلاً: قوالی اور وجد و سماع وغیرہ۔

نیز فریق اول کا یہ موقف خلاف واقعہ ہے کہ:

''ہمارے علمائے دیوبند اور اکابر دیوبند نے جو سختی اختیار کی تھی وہ عارضی اور وقتی تھی''۔

بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ دیوبندیت نام ہی تمسک بالسنۃ اور تنفیر عن البدعۃ کا ہے اکابر دیوبند کا عمل ہمیشہ ''**فاصدع بما تؤمر**'' پر رہا ہے، انہوں نے کبھی دین کے معاملے میں مداہنت نہیں فرمائی، البتہ انہوں نے مقابلہ آرائی اور محاذ آرائی اور تکفیر بازی سے بھی گریز کیا ہے اور ہمیشہ نرمی اور حکمت سے اصلاح حال کی کوشش کی ہے، پس آج بھی ان کے اخلاف کو یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ''، ''مسلک منقح'' سے پہلے کی تصنیف ہے، اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، اور حضرت شیخ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے اقوال ہمارے علم میں نہیں۔

اور بریلویوں کی مجالس میلاد اور عرس وغیرہ میں مصلحتاً شریک ہونا بھی جائز نہیں ہے، اور اس کی ممانعت ودوا **لو تدھن فیدھنون** میں مذکور ہے اور **لکم دینکم ولی دین** میں اشارہ بھی اسی طرف ہے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ جلد ۵ صفحہ ۳۰۲ میں تحریر فرمایا کہ: ''رسوم بدعات کے مفاسد قابل تسامح نہیں!'' اور جلد ۴ صفحہ ۳۸۰ کے سوال و جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ عرس وغیرہ بدعات میں جو لوگ شریک ہوتے ہیں، ان کی بے ضرورت تعظیم وتکریم کرنے والے بھی ''**من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام**'' کا مصداق ہیں۔

اور بعض اہل بدعات کے فی نفسہ جائز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ امور فی نفسہ تو جائز ہوتے ہیں جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا تذکرہ کرو، مگر التزام اور شرائط وقیود کی پابندی کی وجہ سے وہ چیزیں بدعت کے زمرہ میں داخل ہوجاتی ہیں، اور وہ ناجائز ہوجاتی ہیں۔

اور نقشہ نعل مبارک کی کوئی اصل نہیں ہے، اور اسبتر اک اور اس کا چومنا اور سر پر رکھنا بے اصل ہے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۳۸۷ میں اپنے رسالہ ''نیل الشفاء بنعل المصطفیٰ'' سے رجوع فرمالیا ہے۔**واللہ اعلم وعلمہ اتکم واحکم**''۔

حررہ: سعید احمد پالن پوری عفا اللہ عنہ...... خادم: دار العلوم دیوبند: ۲۳/ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ

محمد ظفیر الدین...... مفتی دار العلوم دیوبند: ۲۵/ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ

الجواب الصحیح ......العبد نظام الدین...... مفتی دار العلوم دیوبند: ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ

(یہ فتوی آپ کے مسائل اور ان کا حل میں موجود ہے حوالہ آخر میں آرہا ہے)

''**سوال:** سنیت میں دو ٹکڑے۔ دیوبندیت اور بریلویت کیسے جائز ہے؟

جواب: بریلوی فرقہ کا اہل السنت والجماعت سے اختلاف صرف فروعی نہیں اصولی ہے، اس لیے یہ لوگ اہل السنۃ والجماعۃ ہی سے خارج ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم'' ......دار الافتاء دار العلوم دیوبند

۔

یہ مذکورہ فتویٰ دار العلوم دیوبند کی ویب سائٹ سے لیا گیا ہے:

فتوی نمبر ۱۲=N / ۱۴۳۳ / ۱۰۵۹_۱۰۷۶ سوال نمبر ۴۲۱۷۰

مظاہر العلوم سہارنپور کا فتویٰ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین (دیوبند) اس بارے میں کہ

حضرات اکابرین دیوبند کا جماعت بریلویہ سے جواب تک اختلاف رہا ہے، یہ اختلاف فروعی ہے یا اصولی وعقائد کا اختلاف ہے؟

اور جو بدعات بریلویوں نے اختیار کر رکھی ہیں مثلاً تیجہ، بیسواں، چالیسواں، برسی، قبروں پر سالانہ عرس، میلاد کا قیام، اجتماعی سلام، وغیرہ ان امور کی اکابر دیوبند خصوصاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی اور ان کے خلفاء وتلامذہ نے جو شدت سے ان کی تردید کی تھی کیا موجودہ علمائے دیوبند اس پر قائم ہیں؟ یا اس میں کچھ خفت آگئی ہے؟

اور کیا جماعت بریلویہ کو کسی بھی اعتبار سے اہل السنت والجماعت میں شمار کیا جا سکتا ہے؟

کیا ان لوگوں کا مذہب حضرات اشاعرہ اور حضرات ماتریدیہ کے موافق ہے؟

بعض ایسے لوگ ہیں جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب کے مدعی ہیں، انہوں نے یوں کہنا شروع کیا کہ: اکابر دیوبند جو بدعات سے منع فرماتے تھے وہ سداً للباب تھا اور عارضی طور پر ان سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے، اور یہ کہ مصلحتوں کی بنا پر ان بدعات کو اختیار کر لینا چاہیے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

کیا واقعی موجودہ حضرات علمائے دیوبند نے بریلویوں کی بدعات کی مخالفت میں کچھ ہلکا پن اختیار کرلیا ہے؟

اور کیا مصلحتاً ہلکا ہو جانا مناسب ہے؟

اور کیا حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ کچے دیوبندی تھے؟

ان کے اکابر نے جو سوچ سمجھ کر بدعات بریلویہ کا سختی سے مقابلہ کیا تھا، کیا یہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو گوارا نہیں تھا؟

ان سے انتساب رکھنے والے جو بعض لوگ بریلویوں کی بدعات (جیسا کہ حال ہی میں ایک پاکستانی صاحب نے ''اکابر کا مسلک ومشرب'' کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا ہے) والے اعمال کو مصلحت کے نام سے اختیار کرنا مناسب سمجھتے ہیں، ان لوگوں کی رائے کا کیا وزن ہے؟

کیا ان لوگوں کے انتساب سے حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ کی شخصیت پر حرف نہیں آ رہا ہے؟

بینوا توجروا! ۔ السائل...... اسماعیل بدات، مدینہ منورہ

الجواب

حضرات علمائے دیوبند جن کے اسمائے گرامی سوال میں مذکور ہیں، اور ان کے تلامذہ وخلفاء سب پکے متبع سنت تھے، اور ہر ایسی چیز کے شدت سے مخالف ہے جو شرعی اصول کے مطابق بدعت کے دائرہ میں آتی ہو، چونکہ حسب فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بدعت گمراہی ہے، اس لیے اس گمراہی سے امت کو محفوظ رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے، اس سلسلے میں ان کی چھوٹی بڑی کتابیں معروف و مشہور ہیں، اور ان کی تردیدی مضامین اور فتاویٰ ''البراہین القاطعہ''، ''المہند علی المفند''، اور ''الشہاب الثاقب''، ''امداد الفتاویٰ'' اور ''اصلاح الرسوم'' میں موجود ہیں۔ انہوں نے سوچ سمجھ کر اپنی عالمانہ ذمہ داری کو سامنے رکھ کر خوب کھل کر نہ صرف بریلویوں کی بدعات بلکہ ہر اس بدعت کی (جو اعتقادی ہو یا عملی) جس کا کسی بھی علاقہ میں علم ہوا، سختی سے تردید فرمائی، ان کی یہ تردید عارضی نہیں تھی۔

بدعت کبھی سنت نہیں ہو سکتی، لہٰذا اس کی تردید بھی عارضی نہیں ہو سکتی، اور اس کی تردید میں ہلکا پن اختیار کرنے کی شرعاً کوئی اجازت نہیں۔

حضرات اکابر دیوبند نے جو بدعات کی تردید کی اور اس بارے میں جو مضبوطی کے ساتھ اہل بدعت کے ساتھ جم کر مقابلہ کیا، ان کی محنت اور کوشش سے کروڑوں افراد نے بدعتوں سے توبہ کی اور سنتوں کے گرویدہ ہوئے۔ آج اگر کوئی شخص یوں کہتا ہے کہ اب بدعتوں کی تردید میں سختی نہ کرنی چاہیے یا مصلحتاً ان کو کسی تاویل سے اپنا لینا چاہیے، ایسا شخص دیوبندی نہیں ہے، اگرچہ اکابر دیوبند سے متعلق ہونے کا مدعی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی قدس سرہ بہت ہی پکے دیوبندی تھے۔ اپنے اکابر رحمۃ اللہ علیہم کے مسلک سے سر مو انحراف کرنا انہیں گوارا نہ تھا، ان کی ساری زندگی اور ان کی کتابیں اسی پر گواہ ہیں، جو کوئی شخص ان کی طرف بدعت کے بارے میں ڈھیلا پن منسوب کرتا ہے، وہ اپنی بات میں سچا نہیں ہے۔

لفظ ''اہل السنت والجماعت'' کا اطلاق حضرات اشاعرہ ماتریدیہ پر ہوتا ہے، احمد رضا خان بریلوی اور ان کی جماعت کا ان دو جماعتوں سے کوئی تعلق نہیں، احمد رضا خان جو رسول اللہ ﷺ کے لیے علم غیب کلی مانتے ہیں، یا یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سارے اختیارات سپرد کر دیئے گئے تھے، یہ دونوں باتیں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے یہاں کہیں نہیں، نہ کتب عقائد میں کسی نے نقل کی ہیں۔ اور نہ ان کی کتابوں میں ان کا کوئی ذکر ہے اور یہ دونوں باتیں قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہیں، یہ سب بریلویوں کی اپنی ایجاد ہیں، اگر کوئی شخص بریلوی فرقہ کو اہل السنت والجماعت میں شمار کرتا ہے تو یہ اس کی صریح گمراہی ہے۔

ہم سب دستخط کنندگان کی طرف سے تمام مسلمانوں پر واضح ہونا چاہیے کہ اب بھی ہم اسی دیوبندی مسلک پر شدت کے ساتھ قائم ہیں، جو ہمارے عہد اول کے اکابر سے ہم تک پہنچا ہے، ہمیں کسی قسم کی خفت گوارا نہیں ہے۔ وباللہ التوفیق۔

محمد عاقل عفا اللہ عنہ...... صدر المدرسین　　محمد سلمان...... قائم مقام ناظم
مقصود علی...... مفتی مدرسہ　　عبد الرحمن عفی عنہ...... مفتی مدرسہ

(مہر دار الافتاء مظاہر العلوم سہارنپور)

(بحوالہ آپ کے مسائل اور ان کا حل از شہید اسلام مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ: ج ۱۰ ص ۲۰۷ تا ۲۱۳)

امام اہل السنۃ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

امام اہل السنۃ کے تلمیذ حضرت مولانا محمد رشید صاحب مدظلہ العالی (استاذ الحدیث مدنیہ بہاولپور) فرماتے ہیں:

میں نے ایک بار حضرت امام اہل السنۃ سے پوچھا کہ بریلویوں کا کیا حکم ہے؟ ہمیں ان کے بارے میں کیا نظریہ رکھنا چاہیے؟ تو فرمایا: ان کے مولوی اور پیر قسم کے لوگ تو کفریہ عقائد کی وجہ سے پکے کافر اور مشرک ہیں، ان کے پیچھے نماز باطل بلا شک ہے البتہ عوام کی ہم تکفیر نہیں کرتے، کیونکہ وہ محض جاہل ہیں، ان کو سمجھانا چاہیے اگر وہ سمجھانے کے باوجود جانتے بوجھتے ہوئے کفریہ وشرکیہ نظریات پر ڈٹے رہیں تو پھر ان کی بھی تکفیر کی جائے۔ ورنہ نہیں۔

حضرت کے فرزند ارجمند مولانا عبدالقدوس قارن صاحب مدظلہ العالی نے اس بیان کی تصدیق فرمائی۔ (ماہنامہ صفدر: شمارہ نمبر ۳۰/ اگست ۲۰۱۳ء/ ص ۴)

مزید تفصیل کے لیے مولانا حمزہ احسانی صاحب کا مضمون ''دیوبندی بریلوی اختلاف...... اور...... حضرت امام اہل السنۃ رحمۃ اللہ علیہ'' مندرجہ ''ماہنامہ صفدر: شمارہ نمبر ۳۰/ اگست ۲۰۱۳'' کا مطالعہ فرمائیں۔

ان فتاویٰ کو نقل کرنے کا مقصد:

یہ ہے کہ اگر اکابر علماء دیوبند مثلاً حضرت تھانوی، مولانا اعزاز علی اور علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہم کا احمد رضا خان یا بریلوی مسلک کے متعلق وہی موقف ہوتا جو کوکب اوکاڑوی یا مجید نظامی یا دیگر رضاخانیوں نے جھوٹے حوالے گھڑ کر ثابت کرنے کی کوشش کی تو ان کے علوم وعقائد کے امین ان کے اصاغر وتلامذہ خلفاء ہرگز یہ موقف نہ اپناتے جن کا ذکر ماقبل کے فتاویٰ میں موجود ہے۔

اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے حضرت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب کا مضمون ''اکابر اہل

سنت دیو بند اور تکفیر احمد رضا'' مجلہ نور سنت کے کنز الایمان نمبر میں ملاحظہ فرمائیں۔ نیز مناظر اسلام مولانا ابو ایوب قادری صاحب نے بھی قریباً اکابر دیو بند کے ۱۵۰ کے قریب فتاویٰ جات و حوالہ جات کو جمع کیا ہے جن میں عقائد بریلویہ پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے اور وہ انہیں شائع کرنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔

ترجمان رضاخانیت کا دجل وتلبیس:

کاشف اقبال رضاخانی لکھتا ہے:

''اہل سنت و جماعت کے دیو بندیوں سے بنیادی اختلافات بھی یہی ہیں جن کو آج دیو بندی عامۃ الناس سے چھپاتے پھرتے ہیں حالانکہ ان سے اصولی اختلاف اہل سنت کا یہ ہے اور اس کا اقرار خود دیو بندی علماء کو بھی ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ

شاید بہت سے لوگ ناواقفی سے یہ سمجھتے ہوں کہ میلاد، قیام، عرس، قوالی، فاتحہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ رسوم کا جائز و ناجائز اور بدعت و غیر بدعت ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جو نظریاتی اختلاف ہے یہی دراصل دیو بندی بریلوی اختلاف ہے مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان ان مسائل میں اختلاف تو اس وقت سے ہے جب دیو بند کا مدرسہ قائم بھی نہ ہوا تھا اور مولوی احمد رضا خان صاحب پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس لیے ان مسائل کے اختلاف کو دیو بندی بریلوی اختلاف نہیں کہا جاسکتا علاوہ ازیں ان مسائل کی حیثیت کسی فریق کے نزدیک بھی ایسی نہیں ہے کہ ان کے ماننے اور نہ ماننے کی وجہ سے کسی کو اہل سنت سے خارج کیا جاسکے''۔ (فیصلہ کن مناظرہ: ص ۵، ۶۔ فتوحات نعمانیہ: ص ۳۰۰ طبع لاہور)

(دیو بندیت کے بطلان کا انکشاف: ص ۲۴، ۲۵)

یہی عبارت مولانا منشا تابش قصوری نے یہ کہہ کر نقل کی:

''اس سلسلے میں علمائے دیو بند کے ایک ممتاز فرد مولانا منظور احمد نعمانی فرماتے ہیں...... الخ''

(دعوت فکر صفحہ ۱۲ مکتبہ اشرفیہ مرید کے ۱۹۸۳) کم وبیش یہی بات دیو بندی مذہب صفحہ ۶۹ پر ہے۔

قارئین! غور فرمائیں مولوی کاشف اقبال رضا خانی لکھتا ہے: ”دیوبندی علماء“ اور منشا تابش قصوری لکھتا ہے: ”علمائے دیوبند کے ایک ممتاز فرد“، یعنی اول الذکر کے نزدیک یہ عبارت بہت سے دیوبندی علماء کی ہے اور ثانی الذکر کے نزدیک فرد واحد یعنی مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ دونوں میں سے ہم کس کو سچا تسلیم کریں۔ پھر ان دونوں کا فراڈ دیکھیں کہ یہ عبارت ”عرض ناشر“ کی ہے اور اس پر جلی قلم سے لکھا ہوا بھی ہے مگر ایک اسے علمائے دیوبند کے پینل کی طرف منسوب کرتا ہے اور دوسرا مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف۔ اس دھوکا دہی پر تو قصوری صاحب کو خود ”غور وفکر“ کرنی چاہیے چہ جائیکہ وہ دوسروں کو ”دعوت فکر“ دیں۔ بہر حال ہمارا اصل اختلاف رضا خانیوں کے ساتھ ان کے کفریہ شرکیہ عقائد کی بنیاد پر ہے جس کی تفصیل ما قبل میں گزر چکی ہے جس سے پہلو تہی کرنے کے لیے ہی رضا خانیوں نے ہمارے اکابر کی چند عبارات کو آڑ بنایا ہوا ہے۔ جو عبارت کاشف اقبال صاحب یا قصوری صاحب نے پیش کی ہے وہ کسی عرض ناشر کی ہے یہ صاحب کون ہیں عالم یا جاہل ان کا مسلک میں کیا مقام و مرتبہ ہے اس کا کچھ پتہ نہیں لہٰذا ان کی تحقیق یا عبارت کے ہم ذمہ دار نہیں ان کے مقابلے میں ہم ما قبل اکابر علمائے دیوبند اور ان کے دینی مراکز کا موقف پیش کر چکے ہیں کہ رضا خانیوں کے ساتھ اصولی اختلاف ان کے عقائد کی بنیاد پر ہے۔ پھر خود کاشف اقبال صاحب لکھتے ہیں:

> ”آج کل دیوبندی عوام الناس کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت (بریلوی) مشرک اور بدعتی ہیں نعوذ باللہ اور ہم حق پر ہیں“۔ (دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف: ص ۲۴)

جب مانتے ہو کہ دیوبندیوں کا تم سے اصولی اختلاف ہے اور وہ تمہیں مشرک سمجھتے ہیں تو اس بحث میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی کہ دیوبندیوں سے فروعی نہیں اصولی اختلاف ہے۔

پھر مولوی کاشف اقبال صاحب رضا خانی لکھتے ہیں:

> ”علمائے دیوبند عوام کو مغالطہ دینے کے لیے نور و بشر، استمداد، میلاد شریف، ختم و عرس وغیرہم مسائل پر دھواں دار تقریریں کر کے یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اصلی اختلاف ان

مسائل میں ہے''۔ (دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف: ص ۲۶)

اصل میں کاشف اقبال صاحب قارئین کو یہ مغالطہ دے رہے ہیں کہ علمائے اہل السنۃ والجماعۃ اپنے اکابر کی عبارات پر گفتگو سے پہلو تہی کرتے ہیں اور دوسرے مسائل میں الجھا دیتے ہیں حالانکہ یہ مولوی صاحب کا سفید جھوٹ ہے علمائے اہل السنۃ والجماعۃ نے ہر مقام پر ہر پلیٹ فارم پر اپنے اکابر کی عبارات اور ان پر الزام تراشیوں کا نہ صرف جواب دیا بلکہ ان کا بھرپور دفاع کیا ہے۔ ہم مولوی صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی مثال پیش کرو جس میں علمائے دیوبند نے اپنے اکابر کی عبارات کا دفاع کرنے سے انکار کیا ہو، فاتح بریلویت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میرا یہ عام اعلان تھا کہ ان (بریلویوں: ناقل) کا کوئی مولوی جہاں پہنچ کر فتنہ پردازی کرے مجھے اطلاع دی جائے میں ان شاء اللہ اپنے خرچ پر وہاں پہنچوں گا''۔

(بریلوی فتنے کا نیا روپ: ص ۷۲/ الفرقان بکڈپو لکھنؤ)

مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے منظر الاسلام بریلوی میں تمہارے شیخ الحدیث مولانا سردار احمد گورداسپوری کو ان عبارات پر چاروں شانے چت کیا اور ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا جس کے بعد انہیں بریلی چھوڑ کر پاکستان آنا پڑا تفصیل کے لیے ''فتح بریلی کا دلکش نظارہ'' یا ''فتوحات نعمانیہ'' ملاحظہ ہو۔ مولانا احمد رضا خان کے واویلے پر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود احمد رضا خان کا مقابلہ کرنے کے لیے حسام الحرمین میں دی گئی عبارات پر مناظرہ کرنے کا اعلان کیا مگر خان صاحب کو آنے کی جرأت نہ ہوئی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری جیسے اکابر نے کہا کہ خان صاحب کو لے آؤ ہم مناظرے کے لیے تیار ہیں مگر ان کو جرأت نہ ہوئی مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی مناظرے کے لیے احمد رضا خان صاحب کو للکارتے رہے مگر خان صاحب اپنے بل میں دبکے بیٹھے رہے۔ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جھنگ کی سرزمین پر مولانا اشرف سیالوی کو ان عبارات پر

ذلت آمیز شکست دی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''قاصمۃ الظہر''، ''فتوحات نعمانیہ، رسائل چاندپوری''، ''نورسنت کا مناظرہ جھنگ نمبر''۔

جبکہ اس کے مقابلے میں ہم نے جب بھی تمہارے اکابر کی عبارات پر مناظرے کی دعوت دی تم فوراً اچھل پڑے کہ یہ کیسے گستاخ ہو سکتے ہیں؟ جب ہم نے تمہارے عقائد پر مناظرہ کرنے کے لیے کہا تو فوراً اچھل پڑے کہ اجی یہ تو اصولی اختلاف ہی نہیں۔

ہم سے دفاع کا حق بھی چھینا جا رہا ہے:

ایک طرف تو الزام دیا جا رہا ہے کہ تم اصل اختلاف کی طرف نہیں آرہے ہو مگر جب دوسری طرف رضاخانیوں کے ان الزامات کا منہ توڑ جواب دیا جاتا ہے تو فوراً یہ لوگ مظلوم بن جاتے ہیں کہ تاویلیں کیوں کرتے ہو بس سیدھا سیدھا کافر کہہ دو معاذ اللہ۔ آخر یہ دنیا کا کونسا قانون ہے کہ تم کسی پر بے جا الزام بھی لگاؤ اور پھر اس سے دفاع کا حق بھی نہ دو؟ منشا تابش قصوری صاحب لکھتے ہیں:

> ''سیدھی اور معقول بات تھی کہ ان عبارات کو مناسب الفاظ میں تبدیل کرلیا جاتا یا ان سے رجوع کرلیا جاتا''۔ (دعوت فکر: ص ۱۵)

قصوری صاحب ایمان سے جواب دینا کیا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عبارت کو تبدیل نہ کردیا؟ تو پھر کیا تم چپ ہو گئے؟ کیا تکفیر کا مشغلہ ترک کردیا گیا؟ جب کسی صورت ماننا ہی نہیں تو اس طرح کے لایعنی مطالبات کا کیا فائدہ؟ نیز کیا آپ اس بات کی ذمہ داری لیتے ہیں کہ اگر ان عبارات کو مناسب الفاظ میں تبدیل کردیا گیا تو آپ حسام الحرمین کو دریا برد کرنے کے لیے تیار ہیں؟

سات کے مقابلے میں ایک کی قربانی آسان ہے:

مولوی حسن علی رضوی میلسی لکھتا ہے:

> ''آج بھی اگر دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء سنجیدگی اور متانت اور حقیقت پسندی اور وسیع النظری سے

کام لیں اور انتشار کے خاتمے اور امت کے اتحاد قومی یک جہتی کے لیے گنتی کے صرف پانچ سات مولویوں کی قربانی دے دیں اور جن حضرات پر ان کی کفریہ گستاخانہ عبارات کے باعث حسام الحرمین شریفین اور الصوارم الہندیہ میں فتویٰ کفر وارتداد لگا ہے اور عرب وعجم شرق وغرب پاک وہند کے اکابر ومشاہیر علماء وفقہاء نے اس کی تائید وتصدیق فرمائی ہے (لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس جھوٹ کی حقیقت اپنے مقام پر طشت از بام ہوگی ان شاء اللہ: از ناقل) صرف ان گنتی کے چند مولویوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے توہین کو توہین تسلیم کرلیں کفر کو کفر مان لیں اور سچے دل سے توبہ کر کے ان کی وکالت اور دلالی چھوڑ دیں جھوٹی تاویلات کا سلسلہ بند کر دیں اور حسام الحرمین پر تصدیق کر دیں تو امید ہے کہ امت کا وسیع تر اتحاد یکجہتی قائم ہو سکتی ہے‘‘۔

(محاسبہ دیوبندیت: ج۱ ص ۳۶، ۳۷ / تنظیم اہلسنت کراچی)

یہی مطالبہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۴، ۲۳۲، ۲۷۸ پر بھی دہرایا ہے۔

لیکن ہم حسن علی رضوی اور دیگر رضاخانیوں سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک تو سارے فساد کی جڑ مولانا احمد رضا خان بریلوی ہیں۔ آج ہمیں تو اتحاد یکجہتی امت کا وسیع مفاد کا لحاظ کرنے کی دعوت تو دی جا رہی ہے اور ۷/ مولویوں کی قربانی مانگی جا رہی ہے، لیکن اگر رضاخانی واقعی اپنی اس مصالحت کی دعوت میں سچے ہیں تو کیا سات کے مقابلے میں صرف اور صرف ’’ایک احمد رضا خان‘‘ کی قربانی نہیں دے سکتے؟ سات علماء کو قربان کرنے کا سودا سستا ہے یا ایک کو؟ آخر حسام الحرمین سے پہلے بھی تو یہ لوگ مسلمان تھے حسام الحرمین سے قبل ان مولویوں کی تکفیر کرنا اسلام لانے کے لیے لازمی جز نہ تھا حسام الحرمین کے بعد بھی کئی بریلوی اکابر نے ان کو مسلمان کہا اور حسام الحرمین کی تصدیق سے صاف انکار کیا تو اب بھی اگر بریلوی علماء دانش مندی، وسیع ظرفی، وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک اور صرف ایک احمد رضا خان کی قربانی دے دیں تو کوئی آسمان نہیں گر پڑے گا۔ حیرت ہے کہ اگر ہماری طرف سے احمد رضا خان پر اعتراضات ہوں تو فوراً: ’’سیاہ وسفید‘‘، ’’محاسبہ دیوبندیت‘‘، ’’آئینہ اہلسنت‘‘،

''مقالات رضویہ'' وغیرہا لکھ کر اکابر بریلویہ کی ''دلالی'' کرتے ہوئے صفحات کے صفحات سیاہ کر دئے جاتے ہیں مگر ہم سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ دلالی نہ کرو مولویوں کی قربانی دے دو۔ آخر یہ کس جنگل کا قانون ہے؟

پھر صرف ان سات مولویوں کی قربانی دینے کا مطالبہ بھی عجیب ہے اس لیے کہ معاذ اللہ بالفرض علی سبیل التنزل ایسا کر بھی دیا جائے تو اب تک جو سینکڑوں علماء مشائخ فقہاء اولیاء اللہ اکابر امت جو ان مولویوں کو اپنا امام تسلیم کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے ان کا کیا بنے گا؟ اگر ان کی قربانی بھی دینی ہے تو صرف سات کی قید کیوں لگائی اور اگر ان سینکڑوں کی قربانی دینے کی ضرورت نہیں تو صرف سات کی کیوں مانگی جا رہی ہے؟

دھواں دار تقریریں:

جہاں تک کاشف اقبال صاحب نے یہ کہا کہ ان موضوعات پر دھواں دار تقریریں کرتے ہیں تو آخر آپ کو ان تقاریر سے کیا تکلیف ہے؟ ہم نے کب کہا ہے کہ ان موضوعات پر ہمارا آپ سے کوئی اختلاف نہیں؟ جو ہم ان پر لب کشائی نہ کریں۔ اگر کسی نے دھواں دار تقریر کی ہے تو یقیناً وہاں انہی موضوعات پر پہلے کسی رضا خانی نے شرارت کی ہو گی جس کے جواب میں یہ تقریر کرنی پڑی۔ آپ کے اشرف آصف جلالی آج کل دھواں دار ''توحید وسنت سیمینار'' منعقد کر رہے ہیں کبھی ان کو بھی مشورہ دیا کہ حضرت ان فروعی اختلافات میں کیوں وقت برباد کر رہے ہو۔ آپ کے علامہ ارشد القادری نے ''زلزلہ'' انہی موضوعات پر لکھ کر شہرت کمائی، آپ کے مفتی احمد یار گجراتی نے انہی موضوعات پر ''جاء الحق'' لکھ کر حکیم الامت کا تمغہ حاصل کیا آپ کے صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی صاحب نے سب سے پہلے جس موضوع پر قلم اٹھایا اور ''الکلمة العلیا'' لکھی وہ علم غیب کے مسئلہ پر ہے تو یہ مرثیہ ان کی قبور پر جا کر پڑھیں کہ حضرت جی ہمارا ان دیوبندیوں سے ان موضوعات پر اصل اختلاف نہیں پھر کیوں ان پر کتب لکھ کر اور

سیمینار منعقد کر کے عوام کو مغالطہ دیتے ہو۔ پھر کاشف صاحب آپ نے اپنی یہ کتاب دیوبندیوں کے ساتھ رضاخانیوں کے اصولی اختلاف کو سامنے لانے کے لیے لکھی مگر اسی کتاب میں یہ عنوانات بھی ہیں: ’’دیوبندی اکابر کی انگریز نوازی‘‘، ’’دیوبندی علماء کی تحریک پاکستان سے دشمنی‘‘، ’’دیوبندی اکابر کی تضاد بیانی کے ثبوت‘‘، ’’دیوبندی اکابر کی تہذیب وتصوف‘‘، ’’دیوبندی فقہ کے چند مسائل‘‘، ’’دیوبندی علماء کی پیر پرستی‘‘، جواب دیں اصولی اختلاف میں یہ بے اصولیاں کیوں؟

آپ کے علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی لکھتے ہیں:

’’دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ سے ہمارا اختلاف محض فروعی اور خواہ مخواہ کا نہیں ہے بلکہ اصولی اور بنیادی ہے یقیناً آپ جاننا چاہیں گے کہ اختلاف کن باتوں پر ہے ملاحظہ فرمائیے‘‘۔

(دیوبند سے بریلی: ص ۳۲/ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اور پھر آگے صفحہ ۳۴ پر ’’اصولی اختلافات‘‘ کا یوں ذکر کرتے ہیں:

’’میلاد شریف، عرس شریف، ختم شریف، سوم، چہلم، فاتحہ خوانی، اور ایصال ثواب سب ناجائز وغلط بدعت اور کافروں ہندوؤں کا طریقہ ہے‘‘۔ (دیوبند سے بریلی: ص ۳۵)

’’نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ناجائز‘‘۔ (دیوبند سے بریلی: ص ۳۷)

کاشف اقبال صاحب! آپ تو مندرجہ بالا میں سے کسی بھی مسئلہ کو اصولی اختلاف نہیں مانتے اور ان مسائل پر بحث کو مغالطہ دہی سمجھتے ہیں مگر آپ کے علامہ صاحب ان کو اصولی اختلاف میں شمار کر رہے ہیں اب جواب دیں کہ ہم آپ کو سچا مانیں یا آپ کے علامہ کو؟ مولوی غلام مہر علی چشتیاں جس کی کتاب سے آپ نے سرقہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

’’عقیدہ حاضر وناظر تمام امت محمدیہ کا متفقہ اور اجماعی مسئلہ ہے اور اس پر ایمان لانا دین کی ضروریات سے ہے اور جس طرح عقیدہ ختم نبوت اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا منکر جماعت اہل اسلام سے خارج ہے اسی طرح عقیدہ حاضر وناظر کا منکر اور آنحضرت ﷺ

کے مطلق خدا داد علم غیب کا منکر بھی اسلام سے خارج ہے"۔

(دیوبندی مذہب: ص ۱۴۲ر تنظیم اہل سنت کراچی)

جس مذہب کے مناظرین اور علامہ ہی اپنے مذہب کے اصول و بنیادی عقائد پر متفق نہ ہوں انہیں دوسروں کو اصولی اختلاف کا درس دیتے ہوئے کچھ تو شرم و حیا کے پانی سے وضو کرنا چاہیے۔

فیصلہ عوام پر کیوں نہیں چھوڑتے:

مولوی کاشف اقبال صاحب لکھتے ہیں:

"دیوبندی بریلوی اختلافات کچھ ایسے ہیں کہ کوئی بھی مسلمان خالی الذہن ہو کر دیوبندیوں کی ان کفریہ و گستاخانہ عبارات کو پڑھے تو وہ دیوبندیوں کے حق میں فیصلہ نہیں دے سکتا"۔

(دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف: ص ۲۵، ۲۶)

اور منشا تابش قصوری صاحب لکھتے ہیں:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ عبارات اپنی اصل زبان میں ہوں یا دنیا کی کسی بھی زبان میں ان کا ترجمہ کر دیا جائے دنیا کا کوئی بھی با اخلاق اور مہذب آدمی کسی صورت میں بھی ان کی تحسین و تصویب نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ایک مسلمان"۔ (دعوت فکر: ص ۲۹)

جواباً عرض ہے کہ اگر معاذ اللہ اہل حق اہل السنت والجماعت کی یہ عبارات اتنی ہی صریح طور پر گستاخانہ ہیں تو فیصلہ عوام پر کیوں نہیں چھوڑتے؟ کیا وجہ ہے کہ رضا خانیوں کو ان عبارات پر حواشی چڑھانے پڑتے ہیں، ان عبارات کو بلا تبصرہ بلا عنوان بلا حاشیہ عوام کے سامنے کیوں پیش نہیں کیا جاتا؟ کوئی ایک کتاب کوئی ایک تقریر ایسی دکھلاؤ جس میں ان عبارات کو بیان کرنے سے پہلے اس پر مکروہ عنوان یا اس کا مکروہ خلاصہ بیان کر کے عوام کی مخصوص ذہن سازی نہ کی گئی ہو۔ اگر تم لوگ واقعی اپنی اس بات میں سچے ہو تو پھر ہم بھی دعوت دیتے ہیں کہ پاکستان سے کوئی ایسے تین اشخاص منتخب کر لو جو صاحب زبان ہوں دیوبندی بریلوی اختلافات کا کچھ علم نہ رکھتے

ہوں اور نہ ہی ان کتب کا کبھی مطالعہ کیا ہو نہ کبھی ان کے بارے میں کچھ سنا ہو ایسے لوگوں کو یہ کتابیں پکڑا دی جائیں اور ان سے کہا جائے کہ ان کا مکمل بالاستیعاب مطالعہ کرو اور جہاں کوئی بات قرآن وسنت کے خلاف دیکھو نشان زد کردو اگر انہوں نے ان عبارات پر ایسا ہی اعتراض کیا جیسا کہ آپ لوگ کرتے ہو تو سر آنکھوں پر۔

پھر آپ کے جن اکابر نے ان عبارات کو ٹھیک سمجھا کیا وہ بد اخلاق، بد تہذیب، کافر لوگ تھے جو ان عبارات کی تائید وتحسین کررہے ہیں؟ دلچسپ بات یہ ہے کہ مولانا عبدالسمیع رامپوری نے براہین قاطعہ کی گیارہ عبارات نقل کی ہیں جن کے متعلق کہا:

''مولف براہین قاطعہ نے بہت مضامین ایسے لکھ دیئے جس سے اکثر اہل اسلام متوحش ونفور ہو گئے''۔(انوار ساطعہ:ص ۳۲/ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

مگر ان ''متوحش عبارات'' میں براہین قاطعہ کی وہ عبارت پیش نہ کی جس پر خان صاحب بریلی نے حسام الحرمین پر کفر کا فتویٰ دیا جس عبارت پر قصوری صاحب عوام کو دعوت فکر دے رہے ہیں نیز حسام الحرمین سے پہلے ہندوستان کے کسی مستند عالم دین نے ان عبارات کا وہ معنی و مفہوم مراد نہیں لیا جو احمد رضا خان صاحب کے ایمان سوز دماغ میں آیا جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ احمد رضا خان اور اس کی حسام الحرمین فساد کی اصل جڑ ہے ورنہ دیگر کو ان عبارات میں ایسی کوئی قباحت نظر نہ آئی۔

اصولی اختلاف صرف ایک مسئلہ پر:

ترجمان رضاخانیت کاشف اقبال صاحب آج اپنی عوام کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ دیوبندیوں کے ساتھ ہمارا اختلاف یہ ہے کہ انہوں نے اللہ و رسول، انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور اولیاء امت کی گستاخیاں کی ہیں معاذ اللہ۔ جبکہ بریلوی اجمل العلماء مولانا اجمل سنبھلی صاحب لکھتے ہیں:

''مصنف صاحب اگر تمہارے اکابر قائل امکان کذب اور قائل وقوع کذب الٰہی کو کافر زندیق

جانتے تو تمہارا جدید مذہب ہی کیوں بنتا اور ہم اہل سنت سے تمہارا اختلاف ہی کیا ہوتا“۔

(ردشہاب ثاقب: ص ۲۹۲ / ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور)

تو مولوی صاحب تمہارے اکابر کے نزدیک تو مابہ النزاع مسئلہ صرف ایک ہے اور وہ ہے ”امکان کذب“ تو خواہ مخواہ دوسری باتوں پر وقت کیوں صرف کرتے ہو یہ وہ کتاب ہے جس کے پڑھنے کی تلقین آپ اپنے قاری کو بھی کر رہے ہیں۔ تو پہلے خود تو اس کتاب کے مندرجات سے متفق ہو جاؤ۔

فروعی مسائل میں سلف و صالحین سے جدا ہونے کا الزام:

مولوی کاشف اقبال رضا خانی صاحب لکھتے ہیں:

”دیوبندی مذہب فروعی مسائل میں بھی سلف و صالحین سے جدا ہے اس کا اقرار بھی دیوبندی علماء نے خود کیا ہے کہ اس سلسلے میں حضرات علمائے فرنگی محل لکھنؤ حضرت مولانا عین القضاء صاحب علیہ الرحمۃ، مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد سجاد صاحب بہاری مرحوم جیسے بہت سے علمائے کرام اور علمی سلسلوں اور خاندانوں کا نام لیا جاسکتا ہے ان حضرات کا مسلک حضرات علمائے دیوبند کے مسلک سے مختلف تھا“۔

(فیصلہ کن مناظرہ: ص ۶۔ فتوحات نعمانیہ: ص ۳۰۰)

دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف صفحہ ۲۵ پر یہی بات مولانا منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مولوی غلام مہر علی نے اپنی کتاب ”دیوبندی مذہب صفحہ ۶۹ و صفحہ ۶/ بار اول میں بھی لکھی۔

اس سلسلے میں گذارش ہے کہ اول تو یہ عبارت کسی ناشر کی ہے جس کے ہم ذمہ دار نہیں پھر خود تکفیر کے مسئلہ میں علمائے فرنگی محل بریلویوں کے ساتھ نہیں اسی طرح مولانا معین الدین اجمیری نے بھی علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی بلکہ ایک پوری کتاب احمد رضا خان صاحب کے خلاف بنام ”تجلیات انوار المعین“، لکھی جس میں مولانا احمد رضا کی وہ گت بنائی ہے جو پڑھنے کے لائق

ہے۔ تو اس معاملے میں سلف وصالحین کے باغی تو تم بھی ہوئے۔ پھر کیا ان چار مولویوں کا نام سلف وصالحین ہے؟ آؤ ہم تمہیں دکھاتے ہیں کہ سلف وصالحین کا باغی کون تھا؟

مولانا احمد رضا خان صاحب اکابر کا باغی:

مولوی محمد اسمٰعیل بریلوی لکھتا ہے:

فاضل بریلوی کا اکابر سے اختلاف اور مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ کی تصریح مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے علمی ذخائر میں یہ تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں کہ آپ نے کس کس سے اختلاف نہ کیا بلکہ اصل دقت طلب کام یہ ہے کہ وہ کونسا فقیہ ہے جس سے مولانا نے بالکل اختلاف نہ کیا ہو اگر ایسا کوئی شخص نکل آئے تو یہ ایک بڑی تحقیق ہوگی"۔

(حقائق شرح مسلم ودقائق تبیان القرآن: ص۱۷۰؍ فرید بک اسٹال لاہور)

بریلویو! آنکھیں کھول کر اس حوالے کو پڑھو، ۱۴۰۰ سال میں سینکڑوں فقیہ گزرے ہیں، لیکن احمد رضا خان کی ایسی طبیعت تھی کہ کسی کی تحقیق پر اعتماد نہیں کیونکہ مذہب جو جدید بنانا تھا اس لیے پوری امت سے اختلاف کر کے ایک نیا دین بنایا۔ چار مولویوں سے دیوبندی اختلاف کرے تو سلف کا باغی اور جو آدمی ساری دنیا کے علماء سے اختلاف کرے یہ اس کی عظمت کی دلیل بن جائے یار کچھ تو خدا کا خوف کرو۔

مولانا احمد رضا خان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وائمہ مجتہدن کا باغی:

"مجدد برحق امام احمد رضا نے اکابر صحابہ اور ائمہ مجتہدین (امام اعظم، امام مالک، اور امام احمد بن حنبل) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے موقف سے اختلاف فرمایا ہے"۔

(حقائق شرح مسلم ودقائق تبیان القرآن: ص۱۷۳؍ فرید بک اسٹال لاہور)

اس کتاب پر مولانا شاہ احمد نورانی، مفتی منیب الرحمان، علامہ حسن حقانی، علامہ جمیل احمد نعیمی جیسے جید بریلوی اکابر کی تقاریظ ہیں۔